ساری جماعت کو جھوٹ کے خلاف علم جہاد بلند کرنا چاہئے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ ستمبر ۱۹۹۰ء بمقام ناصر باغ جرمنی)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

تیسری دُنیا جس میں افریقہ بھی شامل ہے اور بہت سے ایشیا کے ممالک بھی شامل ہیں اور جنوبی امریکہ کے بھی بہت سے ممالک شامل ہیں ان کے مسائل دن بدن بڑھتے چلے جارہے ہیں اور زیادہ اُلجھتے چلے جارہے ہیں اور زیادہ گمبھیر ہوتے چلے جارہے ہیں۔ ان تمام مسائل کی بہت سی وجوہات ہیں، بہت سے محرکات ہیں، بہت سے عوامل ہیں جن کے نتیجے میں یہ مسائل بڑھ رہے ہیں لیکن اگر ایک وجہ تلاش کی جائے تو آخری نقطہ جس کے گرد سارے مسائل گھومتے ہیں اور پھر بڑھتے پنپتے چلے جاتے ہیں وہ نقطہ جھوٹ کا نقطہ ہے۔ مَیں نے بڑی گہری نظر سے افریقہ کے حالات کا بھی جائزہ لیا ہے، مشرقی دنیا کے دیگر ممالک کے حالات کا بھی جائزہ لیا ہے اگر چہ بالعموم رجحان یہی پایا جاتا ہے کہ ہر نقص اور ہر برائی کو مغرب کے سر پر تھوپ دیا جائے اور یہ کہا جائے کہ مغربی دُنیا نے ان ممالک کو مسائل میں ایسا اُلجھا رکھا ہے کہ ہوش نہیں آنے دیتے لیکن امرِ واقعہ یہ ہے کہ کوئی دنیا بھی کسی تیسری دنیا پر غالب نہیں آسکتی جب تک اس دنیا میں اندرونی کمزوریاں نہ ہوں۔ وہ جسم جو صحت مند ہوں وہ جراثیم کے گھیرے میں رہتے ہیں، ہر سانس کے ساتھ لاکھوں کروڑوں جراثیم ان کے جسم میں داخل ہوتے ہیں۔ غذا کے ہر لقمے کے ساتھ جراثیم جسم میں داخل ہوتے ہیں لیکن ان کو اس کی کوئی بھی پرواہ نہیں ہوتی کیونکہ صحت مند جسموں کے اندر دفاع کی طاقت موجود ہوتی ہے۔ جب انسان کے دفاع کی طاقتیں کمزور ہو جائیں تو چھوٹے سے چھوٹا جرثومہ بھی، چھوٹی سے چھوٹی بیرونی طاقت

بھی اُس پر قبضہ پانے کی اہلیت اختیار کر جاتی ہے۔

پس مَیں جانتا ہوں کہ مغربی دنیا کا جو مالی نظام ہے وہ مشرقی دنیا کے لئے اور تیسرے درجے کی دنیا کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ ہے لیکن یہ کہنا کہ اس کی وجہ سے سارے نقصان پہنچ رہے ہیں درست نہیں ہے۔ تمام برائیوں کی جڑھ جھوٹ ہے جس کے نتیجے میں مشرقی دنیا دن بدن اَور زیادہ بدتر حال میں مبتلا ہوتی چلی جارہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شراب اُمّ الخبائث ہے۔ اگر شراب اُمّ الخبائث ہے اور ضرور درست ہے تو جھوٹ کو اُمّ الکبائر کہنا ناجائز نہ ہوگا اسی لئے ایک لمبے عرصے سے مَیں جماعت کو توجہ دلا رہا ہوں کہ جھوٹ کے خلاف جہاد شروع کریں۔ دنیا کا کوئی ملک بھی جھوٹ کی عادت کے ساتھ نہ اپنا دفاع کر سکتا ہے نہ کسی پہلو سے بھی دُنیا میں ترقی کر سکتا ہے اور کوئی قوم دُنیا میں ترقی نہیں کر سکتی اگر اس کے اندر جھوٹ کی بیماری موجود ہو اور جہاں تک مذہبی جماعتوں کا تعلق ہے مذہبی جماعتوں کے لئے تو جھوٹ ایک زہر قاتل کا حکم رکھتا ہے اور ایسی جماعتیں جو جھوٹ میں مبتلا ہوں اور مذہبی جماعتیں ہوں وہ خود بھی ڈوبتی ہیں اور دوسروں کو بھی لے ڈوبتی ہیں کیونکہ اُن پر انحصار کیا جاتا ہے۔ ان کو خدا تعالیٰ نے راہنمائی کے لئے پیدا کیا ہوتا ہے اس لئے اگر وہ خود جھوٹ کی بیماری میں مبتلا ہو جائیں تو راہنمائی کی تمام صلاحیتوں سے عاری ہو جاتی ہیں۔ تمام خوبیوں سے رفتہ رفتہ تعلق توڑنا شروع کر دیتی ہیں جو اُن کو نبوت کے نتیجے میں عطا ہوتی ہیں اور تمام بدیوں سے اُن کے روابط بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ پس اس پہلو سے باوجود اس کے کہ اس سے پہلے بھی مَیں نے بارہا خطبات میں جھوٹ کے خلاف جہاد کرنے کی تلقین کی تھی مگر اس کی اہمیت کے پیش نظر ایک یا دو یا چار خطبوں کی بات نہیں مَیں سمجھتا ہوں کہ بار بار جماعت کو اس طرف متوجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ جرمنی میں چونکہ پاکستان سے آنے والوں کی تعداد جماعتی لحاظ سے بہت زیادہ ہے اس لئے ایک بُرائی جو اُن کے آنے کے ساتھ جرمنی کے مُلک میں سمگل ہوتی ہے وہ جھوٹ ہے۔ اس میں ہرگز کوئی شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ پاکستان کا معیار اپنے گرد و پیش کے معیار کی نسبت بہت بہتر ہے۔ ہر اخلاقی نقطۂ نگاہ سے، ہر اخلاقی پہلو کے لحاظ سے جماعتِ احمدیہ خدا کے فضل سے امتیازی طور پر بہتر ہے لیکن اس کے باوجود یہ کہنا درست نہیں ہے اور یقیناً جھوٹ ہے کہ پاکستان میں بسنے والی جماعتوں میں سے جھوٹ

کی عادت بالکل متروک ہو چکی ہے اور ختم ہو چکی ہے۔ بہت سے ایسے علاقے ہیں جہاں علاقائی اثرات کے نتیجے میں جھوٹ عام ہے اور سوائے اُن متقیوں کے جن کی جماعت تھوڑی ہے جو بالا رادہ اپنے آپ کو جھوٹ کی نجاست سے پاک رکھتے ہیں، احمدیوں کے اندر ایک طبقہ ایسا ہے جس میں جھوٹ کی وہ شدت نہ سہی مگر جھوٹ کی ملونی ان کی باتوں میں ضرور پائی جاتی ہے اور سب سے بڑی خطرناک بات یہ ہے کہ روزمرہ کی زندگی میں خواہ وہ جھوٹ نہ بھی بولتے ہوں جب ضرورت پیش آتی ہے تو اس سے پرہیز نہیں کرتے۔ اب یہ دو الگ الگ باتیں ہیں لیکن ایک دوسرے کے ساتھ گہرا ربط رکھتی ہیں۔ وہ سوسائٹی جس میں جھوٹ کی شرم اُٹھ جائے وہاں جھوٹ اس طرح بولا جاتا ہے جیسے زندگی کے سانس لئے جاتے ہیں اور کوئی حیاء نہیں ہوتی اور کوئی روک حائل نہیں ہوتی۔ ایسے لوگ گھر میں بھی بے تکلف جھوٹ بولتے ہیں، عدالتوں میں بھی جھوٹ بولتے ہیں، دفتروں میں اگر کام نکلوانے ہوں وہاں بھی جھوٹ بولتے ہیں گویا جھوٹ اُن کی فطرتِ ثانیہ بن چکی ہوتی ہے۔ اس پہلو سے خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی اکثریت کا ایسا ابتر حال نہیں ہے لیکن جب ضرورتیں پیش آتی ہیں اُس وقت وہ جھوٹ بول دیتے ہیں اور ایسے متقی جو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ ہر حال میں جھوٹ سے پرہیز کرتے ہیں اُن کی تعداد تھوڑی ہے۔ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ تو ہوتے ہیں لیکن ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ نہیں ہیں (الواقعہ: ۴۰-۴۱) قرآن کریم کے بیان فرمودہ اس حصّے کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ وہ لوگ جو نیکیوں میں بہت سبقت لے گئے اُن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے اوّلین میں یعنی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ لوگوں میں وہ ایک بڑی جماعت تھے اور آخرین میں بھی ایسے لوگ ہوں گے لیکن وہ بڑی جماعت کے طور پر نہیں ہوں گے۔ نسبتِ تعداد کے لحاظ سے اُن کی تعداد کے لوگ تھوڑے ہوں گے اور غالب اکثریت قرار نہیں دیا جا سکتا۔

پس یہ وہ پیشگوئی ہے جسے ہم اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پیشگوئی اس غرض سے تھی کہ تم اس پر اطمینان پا جاؤ۔ یہ پیشگوئی اس غرض سے تھی کہ ہمیں متوجہ کیا جائے کہ تم جس بلند مقام کے لئے پیدا کئے گئے ہو ابھی تک اُس بلند مقام کو پا نہیں سکے اور تم اپنی حالت سے اس لئے غافل نہ رہ جانا کہ تمہیں قرآن کریم نے اوّلین سے ملانے کی خوشخبری دی ہے۔ تم اوّلین سے ملائے تو جاؤ گے لیکن ''ثُلَّةٌ'' کے طور پر نہیں، ایسی بڑی تعداد میں

جیسا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مخلصین اور متقدّ مین کی جماعت موجود تھی اتنی بڑی تعداد میں تم نسبت کے لحاظ سے نیک رہو گے۔ ہاں درمیانے درجے کے نیک لوگوں میں تم بہت بڑی تعداد میں پائے جاؤ گے۔ پس یہ پیشگوئی یہ بتانے کے لئے تھی کہ ہم دن بدن اور زیادہ نگران ہوں اور زیادہ توجہ اور کوشش کریں۔ اپنی درمیانے درجے کی اکثریت کو اوّل درجے کی اکثریت میں تبدیل کرنے کی کوشش کرتے رہیں اور اس ضمن میں سب سے اہم بات سچائی کا قیام ہے اور جھوٹ سے پرہیز ہے۔

جھوٹ کے متعلق مَیں نے کہا کہ بسا اوقات بہت سے احمدی جب ان کو ضرورت پیش آتی ہے تو جھوٹ بول جاتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو یہاں موجود ہیں۔ جب انہوں نے جرمنی آنے کے لئے بارڈر کراس کئے، جب عدالتوں میں پیش ہوئے، جب اُن سے پوچھا گیا کہ کیسے آئے تھے؟ کس طرح داخل ہوئے تھے؟ پاسپورٹ دکھاؤ تو ہر قدم پر ان میں سے بہت سی تعداد ایسی ہے جنہوں نے ضرور جھوٹ بولے ہوں گے کیونکہ عمومی طور پر ملاقات کے دوران جب مَیں جائزے لیتا ہوں تو مجھے یہ معلوم کر کے سخت شرمندگی ہوتی ہے اور تکلیف پہنچتی ہے کہ اگرچہ میرے سامنے جھوٹ نہیں بولتے اور جھوٹ بول کر اپنے پہلے جھوٹ پر پردہ نہیں ڈالتے لیکن پہلے جھوٹ بولا ہوا ہوتا ہے۔ اب یہ ایک مثال ہے جس سے آپ کو جھٹ معلوم ہو جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ میں جھوٹ بولا تو جاتا ہے لیکن دوسروں سے بہر حال بہتر ہیں۔ بعض جگہیں مقرر کی ہوئی ہیں کہ وہاں جھوٹ نہیں بولنا اور یہ بھی ہمارے ملک میں رائج ایک ایسا لغو محاورہ ہے کہ جب آپ کسی سے پوچھیں کہ سچ بول رہے ہو تو کہتے ہیں جی! **''تواڈے سامنے جھوٹ نہیں بولنا''**۔ بھئی جھوٹ تو خدا کے سامنے بولا جاتا ہے یا نہیں بولا جاتا۔ بندوں کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے۔ اگر جھوٹ بولو گے تو جہاں بھی بولو گے خدا کے سامنے بولو گے۔ نہیں بولو گے تو جہاں نہیں بولو گے خدا کی خاطر نہیں بولو گے مگر چونکہ یہ رواج ہے اس لئے کچھ تھوڑی بہت حیاء اور شرم تو بہر حال موجود ہے۔ بعض لوگوں کے سامنے آ کر پھر وہ کہتے ہیں ہم آپ کے سامنے سچی بات کر دیتے ہیں اور بعض دفعہ وہاں بھی سچی بات نہیں کر رہے ہوتے۔ صرف محاورۃً کہتے ہیں اور کیونکہ ہمارے ملک میں اکثر یہ رواج ہے کیونکہ مجھے اس لئے علم ہے کہ اکثر لوگ وہاں اپنے جھوٹ کو پکا کرنے کے لئے اور سچ بنا کر دکھانے کے لئے یہ

بھی کہہ دیتے ہیں کہ جی! آپ کے سامنے ہم جھوٹ نہیں بول سکتے اس لئے یقین کریں کہ جو جھوٹ بول رہے ہیں وہ سچ ہے۔

جھوٹ اتنی گہرائی کے ساتھ ہمارے معاشرے میں رائج ہو چکا ہے، راسخ ہو چکا ہے، گہری جڑیں پکڑ چکا ہے کہ ایک دو دفعہ ہلانے سے جھوٹ کا یہ پودا اکھیڑا نہیں جائے گا بار ہا مسلسل توجہ کی ضرورت ہے۔ جس طرح آپ اکثر زمیندار ہیں، آپ جانتے ہیں کہ جب کھیتوں میں غیر پودے داخل ہو جائیں اور گہری جڑیں پکڑ جائیں تو ایک یا دو مرتبہ کی ٹلائی ان کو اکھیڑنے کے لئے کافی نہیں ہوا کرتی۔ آپ ایک دفعہ محنت کرتے ہیں ٹلائی کرتے ہیں پھر دوسری دفعہ کرتے ہیں پھر تیسری دفعہ کرتے ہیں اور بظاہر کھیت خالی ہو جاتا ہے لیکن جڑیں موجود ہوتی ہیں، اس لئے چوتھی دفعہ پھر ضرورت پیش آجاتی ہے۔ بعض دفعہ چھ چھ مہینے، سال سال محنت کرنی پڑتی ہے اور اگر ماحول میں وہ جڑی بوٹیاں موجود رہیں تو ایک زمیندار خواہ کتنا ہی محنتی کیوں نہ ہو کتنی احتیاط کے ساتھ بھی اپنے کھیت کو ان غلط بوٹیوں سے پاک کرنے والا ہو پھر بھی بار بار ماحول سے اُڑ کر اُس کے کھیتوں میں یہ غلط جڑی بوٹیاں جڑ پکڑتی رہتی ہیں۔ چنانچہ پاکستان کے احمدیوں کا بھی یہی حال ہے۔ سالہا سال سے جماعت احمدیہ کے مختلف ادارے، جماعت احمدیہ کی مختلف تنظیمیں کوشش کرتی ہیں اور کرتی چلی جارہی ہیں لیکن ماحول کیونکہ بہت گندا اور بیہودہ ہو چکا ہے اس لئے ہر طرف سے جھوٹ داخل ہوتا چلا جاتا ہے اور بہت بڑی محنت کی ضرورت ہے۔ ان ملکوں میں آنے والے احمدیوں کو وہاں کے مقابل پر ایک فائدہ اور ایک فوقیت حاصل ہے۔ یہاں اگر وہ دیانتداری اور تقویٰ کے ساتھ جھوٹ کے پودے کو تلف کرنے کی کوشش کریں گے تو چونکہ باہر کے معاشروں میں یعنی مغربی دُنیا کے معاشرے میں جھوٹ کی عادت نہیں ہے، بہت اونچے مقامات پر بڑے مقاصد کے لئے یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ روزمرہ کی شہری زندگی میں جھوٹ ایک شاذ و نادر سی چیز ہے۔ پکے ہوئے مجرم جھوٹ بول دیتے ہیں لیکن عام سوسائٹی جھوٹ نہیں بولتی۔ وہ واقف ہی نہیں کہ جھوٹ بھی بولا جاتا ہے۔ ایسے ماحول میں اگر ایک دفعہ آپ کی صفائی ہو جائے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے اس بات کی بھاری توقع رکھی جاسکتی ہے کہ لمبے عرصہ تک آئندہ آنے والی نسلوں تک بھی آپ لوگ جھوٹ سے پاک رہیں گے اس لئے یہاں آکر پناہ لینی ہے تو خدا کی پناہ لیں اور شیطان سے پناہ لیں۔ ہجرت کرنی ہے تو وہ ہجرت کریں جو اللہ

اور رسول کی طرف ہجرت ہوا کرتی ہے اور اس ہجرت میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ جھوٹ کی سر زمین سے ہجرت کر کے سچائی کی زمین میں داخل ہو جائیں اور سچائی کی پناہ میں آ جائیں۔ یہ کام بہت مشکل اور محنت طلب ہے اور اس میں یہ کہنا کہ فلاں جماعت کا عہدیدار ہے، فلاں اس حیثیت کا آدمی ہے، فلاں چندے دیتا ہے، فلاں نمازیں پڑھتا ہے اس لئے جھوٹ نہیں بولتا ہو گا یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ بعض برائیاں بعض نیکیوں کے ساتھ بھی پنپتی رہتی ہیں اور اگر توبہ نہ کی جائے تو رفتہ رفتہ نیکیوں کو کھا جاتی ہیں۔ اسی طرح بعض نیکیاں برائیوں کو رفتہ رفتہ زائل کرتی چلی جاتی ہیں اور یہ زندگی کی مستقل جدوجہد ہے۔ اس لئے یہ کہنا بھی درست نہیں کہ چونکہ فلاں شخص میں فلاں نیکی ہے اس لئے وہ جھوٹ سے پاک اور عاری ہے اور یہ کہنا بھی درست نہیں کہ چونکہ فلاں شخص جھوٹ بولتا ہے اس لئے وہ نمازیں بھی ٹھیک نہیں پڑھتا، اس کا خدمت کرنا بھی بے معنی اور لغو ہے، اس کا چندے دینا بھی بے معنی اور لغو ہے۔ یہ دونوں انتہائیں ہیں جو غلط ہیں۔ مومن کو تقویٰ کے ساتھ کام لینا چاہئے۔ حقائق کے ساتھ تعلق جوڑنا چاہئے۔ وہ لوگ جو یہ طعنے دیتے ہیں کہ جی! فلاں شخص دیکھو۔ جی نمازیں بظاہر اتنے خشوع سے پڑھتا ہے، چندے دیتا ہے لیکن ضرورت پڑنے پر جھوٹ بول دیا۔ یہ بھی محض ایک گھٹیا طعنہ آمیزی ہے۔ ہر چیز کے اپنے اپنے کام ہیں اور اپنے اپنے مقامات ہیں اور زندگی کو اس طرح نہیں کیا جا سکتا کہ یا کلیۃً پاک ہو یا کلیۃً بد ہو۔ دونوں آمیزشیں ہیں بدی کی اور حُسن کی اور پاکیزگی کی یہ ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ مومن کا کام ہے کہ جدّ وجہد کرتا چلا جائے۔ اپنی بدیوں کو کم کرتا چلا جائے اور اپنی نیکیوں کو بڑھاتا چلا جائے۔ اس حقیقت پسندی کے ساتھ ہمیں اپنی اصلاح کے لئے آگے قدم بڑھانے ہیں اور اصلاح کی اس جستجو میں سب سے پہلے سچ کی جستجو ضروری ہے۔ اگر برائیاں مٹانی ہیں اور رفتہ رفتہ ہر قسم کی بدیوں سے پاک ہونا ہے تو سب سے پہلا قدم جھوٹ سے پاک ہونے کا قدم ہے۔

اس دفعہ جو لوگ باہر سے تشریف لائے ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کے متعلق مجھے علم ہے کہ جرمنی آ گئے ہیں اور انگلستان میں اپنے پیچھے اس طرح جھوٹ کی ایک لکیر چھوڑ آئے ہیں جس طرح سانپ چلتا ہے تو اپنے پیچھے رستے پر ایک لکیر چھوڑ جاتا ہے۔ ان لوگوں کے نام ظاہر کرنا یہ تو ناجائز اور نامناسب ہے اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ کتنے ہیں؟ لیکن بعض کے جانے کے بعد اُن کے

بعض جھوٹ میرے علم میں آئے اور مجھے اس کی تکلیف پہنچی۔اس لئے مَیں نے اسی وقت یہ فیصلہ کرلیا کہ جرمنی کی جماعت میں جو خطبہ دوں گا اس میں سب سے زیادہ اہم نصیحت جھوٹ سے پرہیز کی نصیحت ہوگی۔

جھوٹ سے متعلق قرآن کریم نے مختلف مواقع پر جو بڑی شدّت کے ساتھ اس سے باز رہنے کی ہدایت فرمائی ہے اس میں سب سے زیادہ زور اس رنگ میں دیا گیا کہ جھوٹ کو شرک کے ہم پلّہ قرار دیا گیا ہے۔جھوٹ اور شرک کو آپس میں اس طرح جوڑ کر بیان کیا ہے گویا وہ ایک ہی چیز کے دو نام بن جاتے ہیں۔پس یاد رکھیں کہ حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ کی نفسیات ایک شرک کی نفسیات کے مشابہ ہیں۔دونوں کی بنیادیں ایک جیسی ہیں۔آگے جا کر کچھ رستے بدل جاتے ہیں اور بظاہر اختلافات نظر آتے ہیں۔وہاں مختلف شکلیں اختیار کر لیتے ہیں لیکن حقیقت میں جھوٹ اور شرک دراصل ایک ہی جڑ کے دو درخت ہیں اور خصوصیت کے ساتھ شرکِ خفی تو خالصۃً جھوٹ پر پلتا ہے اور جھوٹ شرک پر پلتا ہے۔اب آپ دیکھیں کہ آپ نظارہ میں ایک خرگوش کا تصور باندھیں جو گھاس کے ایک چھوٹے سے میدان میں اپنی جگہ سے باہر نکلتا ہے اور اس کے اردگرد جھاڑیاں ہوتی ہیں جب وہ کسی خطرے کو محسوس کرتا ہے، کسی کُتّے کی آواز سُنتا ہے یا شکاری پرندے کا سایہ پڑتا دیکھتا ہے تو ایک دو چھلانگیں لگا کر کسی جھاڑی میں چھپ جاتا ہے،اس کے چاروں طرف جھاڑیاں ہوتی ہیں اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ یہاں مجھے پناہ ملے گی اور جب تک پناہ کا یقین نہ ہو وہ اس کھلے میدان میں جرأت کے ساتھ آ کر گھاس چر نہیں سکتا۔یہی حال جھوٹے کا ہے اور وہ جھاڑیاں جو اردگرد جھوٹ کی جھاڑیاں ہوتی ہیں وہ اُس کی پناہ گاہ بنتی ہیں اور گھاس کے میدان کی مثال اس کی بدیوں کی مثال ہے۔ایک جھوٹا شخص جب برائیوں میں مبتلا ہوتا ہے تو اسے بھی خطرہ ہوتا ہے کہ وہ پکڑا نہ جائے کیونکہ سزا ہونی ہے لیکن ہر برائی کے وقت اُس کا سہارا جھوٹ ہوتا ہے اور اس کی نیت میں یہ سہارا داخل ہوتا ہے۔اگر وہ برائی کے وقت اپنی نیت کا تجزیہ کرے اور یہ سوچے کہ اگر مَیں پکڑا جاؤں گا تو مَیں کیا کروں گا۔ اس وقت دراصل اس کی نیت کی حقیقت اس پر واضح ہوسکتی ہے۔لازماً بھاری اکثریت اپنے نفس کو یہ جواب دے گی کہ مَیں یہ بہانہ بناؤں گا اور وہ بہانہ بناؤں گا۔یہ جھوٹ بولوں گا یا وہ جھوٹ بولوں گا جو نسبتاً بیوقوف لوگ ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہیں اور جو نسبتاً چالاک لوگ ہیں۔وہ بھی جھوٹ بولتے ہیں

اور دونوں جھوٹ کے سہارے لیتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ بیوقوف کو سچا بہانہ بنانا نہیں آتا اور چالاک آدمی نسبتاً زیادہ بہتر بہانے بنالیتا ہے لیکن دن بدن جتنی بھی جھاڑیاں اُن کی پناہ گاہیں ہیں وہ سب جھوٹ ہیں۔ اگر اُن کے سامنے یہ سوال درپیش ہو کہ اگر مَیں پکڑا جاؤں گا تو مَیں کیا کروں گا؟ اور جواب یہ ہو کہ مَیں سچ بولوں گا تو پھر وہ اُس گھاس کے میدان میں چھلانگ لگا کر بے فکر ہو کر وہ گھاس چرنے کی جرأت نہیں کرسکتا کیونکہ جھوٹ کی جھاڑیاں اُس سے دُور ہٹ جائیں گی اور ارد گرد اُسے کوئی جھاڑی دکھائی نہیں دے گی اور وہ محسوس کرے گا کہ گویا مَیں ننگا ہو گیا ہوں اور اگر واقعتہً کوئی جُرم اس سے سرزد ہوا اور وہ پکڑا جائے تو پہلے نیت نہ بھی ہو تو بہت بڑا ابتلاء انسان کو پیش آتا ہے اور اس وقت وہ کہتا ہے اچھا پھر اس دفعہ مَیں جھوٹ بول لیتا ہوں تو جس شخص کی پناہ جھوٹ ہے اس کی ذات میں خدا کیسے داخل ہوسکتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے تو ہمیں یہ سکھایا کہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔ مَیں شیطان رجیم سے اپنے ربّ کی پناہ مانگتا ہوں اور شیطان رجیم جھوٹ ہے۔ جھوٹ کی ایک مجسم شکل کا نام شیطان ہے تو ایک طرف تو خدا نے اُسے یہ سکھایا ہو کہ قدم قدم پر یہ دعائیں مانگو مَیں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ دوسری طرف ہر قدم پر وہ جانتا ہو کہ خدا کی پناہ اُس کے کام نہیں آئے گی۔ اس کا دل گواہی دیتا ہو کہ یہ فرضی پناہ ہے۔ اصل پناہ شیطان کی پناہ ہے۔ ہر طرف سے وہ جھولی کھول کر مجھے اپنی جھولی میں پناہ دینے کے لئے تیار بیٹھا ہے اور کہتا ہے اچھلو! جس طرح ماں بچے کو اُٹھانے کے لئے اپنی جھولی پھیلا دیتی ہے اس طرح وہ شیطان کی جھولی کو دیکھتا ہے اور اس میں چھلانگ لگا کر پناہ لینے کی نیت سے جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے اور تیسری دُنیا ہو یا کوئی اَور دُنیا جہاں بھی آپ جائیں گے وہاں آپ کو جھوٹ اور جُرم کا یہی رشتہ دکھائی دے گا۔ اللہ والا بننے کے لئے ضروری ہے کہ جھوٹ کی ان جھاڑیوں کا قلع قمع کیا جائے اور ہر قدم پر یہ فیصلے کئے جائیں کہ اگر مجھ سے کوئی جرم سرزد ہو تو مَیں نے جھوٹ کی پناہ ہرگز نہیں لینی اور اُس فیصلہ کے بعد جُرم کی سزا قبول کرنے کے لئے اپنے نفس کو آمادہ کر لینا ہے۔ ایسی صورت میں بسا اوقات اللہ تعالیٰ مغفرت فرماتا ہے اور ایسا شخص ابتلاء میں ڈالا ہی نہیں جاتا اور اگر ڈالا جاتا ہے تو چونکہ خدا کی خاطر اور توحید کی خاطر وہ ایک سزا کو خوشی سے قبول کرتا ہے۔ اس کے اندر غیر معمولی پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں اس لئے جب تک کہ ارد گرد جھوٹ کی

جھاڑیاں ہیں آپ کو علم ہی کوئی نہیں کہ خدا کی پناہ میں آنے کا مطلب کیا ہوتا ہے اور جب تک آپ خدا کی پناہ گاہیں ڈھونڈیں نہیں، نہ آپ پناہ میں آسکتے ہیں نہ آپ دُنیا کو پناہ میں لاسکتے ہیں۔ یہ گہرا، مسلسل مضمون ہے۔ جھوٹوں کو خدا کی پناہ نہیں ملا کرتی اور جھوٹے دُنیا کو پناہ نہیں دے سکتے اور خاص طور پر یہ کہہ کر کہ ہم انہیں خدا کی پناہ کی طرف بلا رہے ہیں وہ کیسے پناہ دے سکتے ہیں؟ یہ ناممکن ہے۔

پس اس بات کو معمولی نہ سمجھیں۔ اس پر غور کریں خدا روزمرّہ کی زندگی میں نہیں داخل ہوگا جب تک آپ جھوٹ سے چھٹکارا حاصل نہ کریں اور خدا تعالیٰ کی پناہ کے نشان آپ نہیں دیکھ سکتے جب تک آپ جھوٹ کی پناہ گاہوں سے منہ موڑ نہ لیں اور یہ نشان جھوٹ کی جگہ آپ کو پناہ دینے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی فرضی نشانات نہیں ہیں۔ یہ ایسے نشانات ہیں جو روزمرّہ مومن کی اور سچے مومن کی زندگی میں اُس کے سامنے ظاہر ہوتے چلے جاتے ہیں اور اُس کی ساری زندگی خدا کے سہاروں پر چلتی ہے۔ خدا کے سہاروں پر ہی اُس کا زندگی کا سفر ہوتا ہے اور خدا کی پناہ گاہوں کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ وہ تجربہ ہے جو سچے کو نصیب ہوتا ہے اور اس تجربے کے بغیر مومن کی زندگی کا تصور بھی نہیں پیدا ہوسکتا اس لئے مَیں آپ کو پھر تاکید سے کہتا ہوں کہ جھوٹ سے استغفار کریں اور جھوٹ سے توبہ کریں ورنہ آپ کا خدا سے سچا تعلق قائم نہیں ہوگا۔ باقی سب باتیں فرضی ہیں۔

جھوٹ سے توبہ کرنا ایک قدم کی توبہ نہیں ہے، بہت سے قدم اُٹھانے پڑیں گے کیونکہ جب آپ جھوٹ سے توبہ شروع کریں گے تو ایک جھاڑی کے بعد آپ کو دوسری جھاڑی دکھائی دینے لگے گی۔ ایک جڑ اکھیڑیں گے تو ایک اور جڑ دکھائی دینے لگے گی۔ پس آپ میں اکثر چونکہ زمیندار لوگ ہیں آپ اس بات کا ذاتی تجربہ رکھتے ہوں گے کہ کھیتوں کی صفائی کے وقت جب انسان پہلی صفائی کرتا ہے تو ظاہر ہونے والی نظر آنے والی جھاڑیوں کے بعد پھر اُن کے پیچھے چھپی ہوئی دوسری جھاڑیاں اور جڑی بوٹیاں بھی دکھائی دینے لگتی ہیں۔ ان کی صفائی کرتے ہیں تو پھر کچھ جڑیں سر نکال دیتی ہیں اور انسان سمجھتا ہے کہ ابھی اور کچھ صفائی ہونے والی ہے۔

صفائیوں کا سلسلہ تو ایک لمبا سلسلہ ہے۔ ایک چھلانگ میں یہ ساری منازل طے نہیں ہو سکتیں لیکن ایک چھلانگ تو لازماً لگانی ہوگی، اس کے بغیر اگلی چھلانگ کی توفیق نہیں مل سکتی اس لئے ہر وہ شخص جو اس رستہ پر قدم بڑھانا چاہتا ہے اُس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے لئے نمونے کی ایک

بدعادت چُن لے اوراس سے چھٹکارا حاصل کرے۔ بہت سے اَور بھی ایسے محرکات ہیں جو سوسائٹی میں جھوٹ کی مدد کرتے ہیں۔ جہاں تک عمومی معاشرے کا تعلق ہے اُن سے بھی ہمیں پرہیز کی ضرورت ہے تاکہ ماحول بھی ایسا بنے جو سچوں کے لئے سازگار ہو جائے۔

ان بدخصلتوں اور بدعادات میں سے ہمارے ملک میں ایک عادت بیٹھ کر گپیں مارنا ہے اور یہ وہ عادت ہے جو آگے پھر جھوٹ کو پیدا کرنے میں بہت ممد بنتی ہے۔ دوست بیٹھتے ہیں اور پتہ نہیں کہاں سے اُن کو اتنا وقت مل جاتا ہے کہ مجلسیں لگا کر گپیں مارتے ہیں اور جس کو وہ گپ کہتے ہیں اُس کے متعلق وہ سمجھتے ہیں کہ جھوٹ نہیں ہے اور چونکہ مشغلے کی باتیں ہوتی ہیں بعض ایسی زمینیں ہوتی ہیں جن کو No Man's Land کہا جاسکتا ہے۔ وہ دراصل نہ جھوٹ کی زمین ہوتی ہے نہ سچ کی زمین ہوتی ہے۔ جتنے لطائف ہیں یا جتنی کہانیاں ہیں، مجالس کی گپ شپ ہے یہ اسی سے تعلق رکھنے والی چیزیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا ذکر مشتبہات کے طور پر فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھو! بادشاہوں کی رکھیں ہوا کرتی ہیں جن کی وہ حفاظت کرتا ہے اور اگر اُن رکھوں میں کوئی غیر چلا جائے تو اس کی سزا پاتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی حدود ہیں وہ ان رکھوں کا مقام رکھتی ہیں جن سے تجاوز کرنا خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے کا موجب بنتا ہے۔ فرمایا: اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ کہ یہ جو خدا کی رکھیں ہیں یہ ہمارے لئے حرام ہیں، جو بڑی بڑی کھلی اور واضح رکھیں ہیں ان کی سرحدیں پتا لگ جاتی ہیں کہ کہاں سے شروع ہوتی ہیں۔ اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ اور اسی طرح وہ باتیں جن کی خدا نے کھلم کھلا اجازت دے رکھی ہے خاص طور پر ہمیں معلوم ہیں اور اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ ان دو کے درمیان کئی ایسی زمینیں ہیں جنہیں مشتبہات کہا جاتا ہے۔ یعنی جسے آج کل کی فوجی اصطلاح میں No Man's Land کہہ سکتے ہیں یا دو ملکوں کے بارڈرز کے درمیان جو چھوٹا سا علاقہ، چھوٹی سی سڑک ہوتی ہے جس پر نہ ایک قبضہ کرتا ہے نہ دوسرا قبضہ کرتا ہے۔ آپس میں سمجھوتے کے نتیجے میں، وہ بھی No Man's Land ہے۔ فرمایا: بعض چرواہے اپنی بھیڑوں کو No Man's Land میں چراتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ کوئی خطرہ نہیں لیکن بھیڑوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ ہر طرف منہ مارتی ہیں اس لئے ہرگز بعید نہیں کہ وہ بھیڑیں بادشاہ کی رکھ میں بھی داخل ہو جائیں اس لئے اپنے اعمال کی نگرانی رکھو۔ جہاں تم سمجھتے ہو کہ کوئی خطرہ کی بات نہیں واضح طور پر

حرام بات نہیں ہے اس لئے کرنے میں حرج نہیں وہاں خطرہ ضرور پیش آتا ہے کیونکہ انسانی فطرت بھیڑوں کی طرح ہر جگہ منہ مارنے کی عادی ہوتی ہے اور جس طرح بھیڑوں کو عقل نہیں ہوتی کہ کہاں منہ مارنا ہے اسی طرح انسان جرموں کے ارتکاب میں بھیڑوں کا سا مرتبہ رکھتا ہے اور رفتہ رفتہ عام گھاس کے میدان سے ہٹ کر ہری بھری وہ گھاس نظر آئے جو بادشاہ کی رکھ میں خاص طور پر پائی جاتی ہے تو دل میں حرص پیدا ہو جاتی ہے، لالچ پیدا ہو جاتی ہے اور پھر وہاں منہ مارنے سے انسان اپنے آپ کو روک نہیں سکتا، اسی طرح گپوں کا حال ہے۔ یہ گپّیں بھی درحقیقت No Man's Land ہیں جو پھر بالآخر جھوٹ میں داخل ہو جاتی ہیں اور گپ کی وجہ سے جھوٹ کی شرم اُٹھتی چلی جاتی ہے اس لئے گپ شپ کی مجالس میں بھی اگر آپ احتیاط نہیں کریں گے اور بار بار اپنے آپ کو غلط بیانی سے اور مبالغہ آمیزی سے روکیں گے نہیں تو لازم ہے کہ آپ چلتے چلتے پھر جھوٹ میں بھی داخل ہو جائیں گے اور اس طرح ایسی ابتدائی صورت میں جھوٹ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔

ایک دوسری عادت جو ہمارے ملکوں میں ہے وہ غیر ذمہ داری کی بات کرنا ہے۔ اُس کے نتیجہ میں بھی انسان بالآخر جھوٹ بولنے کا عادی ہو جاتا ہے یا بعض دفعہ شرم محسوس کر کے مجبوراً اپنے آپ کو ایک قابل شرم بات سے بچانے کے لئے جھوٹ کی پناہ لینے پر مجبور ہو جاتا ہے اور ایک جھوٹ سے پھر دوسرا جھوٹ، دوسرے جھوٹ سے تیسرا جھوٹ شروع ہو جاتا ہے۔ غیر ذمہ داری کی مثال یہ ہے کہ آپ نے کسی سے پوچھا فلاں بات ہو گئی ہے؟ تو اُس نے جھوٹ نہیں بولا اندازہ لگایا کہ ہو گئی ہے اور کہہ دیا کہ جی! ہو گئی ہے۔ آپ جب جستجو کرتے ہیں تو وہ بات نہیں ہوئی ہوتی تو یہاں وہ پھنس جاتا ہے۔ پھر یہ بتانے کے لئے کہ اُس نے سچ بولا تھا، بجائے سچ بولنے کے اور یہ کہنے کے کہ مجھ سے غلطی ہوئی تھی، مَیں نے اندازہ لگایا تھا۔ وہ یہ کہتا ہے کہ فلاں شخص نے مجھ سے یہ بات کی تھی اور اس کا یہ مطلب نکلتا تھا۔ چنانچہ مَیں نے سچ بولا ہے، فلاں شخص نے جھوٹ بولا تھا اور اس طرح ایک سے دوسری، دوسری سے تیسری بات نکلتی چلی جاتی ہے۔ مجھے بارہا تجربہ ہوا ہے کہ ایسے لوگ جو غیر ذمہ دارانہ باتیں کرتے ہیں وہ بالآخر جھوٹ بولنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ بات کو ذمہ داری سے کرنا چاہئے۔ جتنی بات معلوم ہے اُتنی کرنی چاہئے جو معلوم نہیں اس کے متعلق اقرار کرنا چاہئے کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ یہ تو عمومی معاشرے کی باتیں ہیں جن میں انسان کو احتیاط کرنی چاہئے۔ پھر لطیفہ گوئی کی خاطر

جیسا کہ گپ شپ کی مجالس میں ہوتا ہے چونکہ لطیفہ فرضی بات ہے، ہنسانے کی خاطر کی جاتی ہے اس لئے بعض بچے یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ واقعات کی دُنیا میں بھی ہنسانے کے لئے اگر جھوٹ بولا جائے تو وہ لطیفہ ہو گا اور اس بد احتیاطی کی وجہ سے بھی ہمارا بہت سے خاندانوں میں جھوٹ کی عادت پڑ جاتی ہے۔ ایک بچے نے آ کے گپ ماردی اور لوگوں میں ہیجان پیدا کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد کہا کہ نہیں نہیں۔اصل بات تو یوں تھی اور وہاں لطف اُٹھایا اور سارے لوگ ہنس پڑے کہ اس نے خوب شرارت کی تھی۔اس کا نام شرارت رکھ دیتے ہیں۔ کسی شخص پر ہنسانے کے لئے اتنی گندی جھوٹی بات بیان کر دی جو اس غریب نے نہ کی ہو، لوگ اس پر ہنس پڑتے ہیں اور دُہرے جرم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ایک تکبر کے اور اپنے بھائی کو حقیر دیکھنے کے، دوسرے جھوٹ بولنے کے یا جھوٹ کی حمایت کرنے کے مرتکب بن جاتے ہیں۔تو ہمارے معاشرے میں یہ چھوٹے چھوٹے سے ایسے رجحانات ہیں جو جھوٹ کے مددگار ہوتے ہیں اور جھوٹ کو پالنے میں ان کا بہت بڑا کردار ہوتا ہے۔

پس تمام سوسائٹی کی عادات پر نظر رکھنا بھی ضروری ہے اور ایسا ماحول پیدا کرنا چاہئے جس سے جھوٹ نہ پنپے۔اس کے لئے ضروری ہے کہ ہر شخص نگران ہو۔آپ سب کسی نہ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں خواہ وہ گھر کی ہو یا باہر کی ہو۔ وہاں جب اس قسم کی باتیں ہوں جن کے متعلق جیسا کہ مَیں نے مثالیں دی ہیں، جن کے متعلق خطرہ ہے کہ وہ جھوٹ کی افزائش کریں گی تو آپ لوگوں کو سمجھانا چاہئے کہ جی! یہ درست طریق نہیں ہے اور ایسا شخص جو جھوٹ کا سہارا لے کر مجلس میں ہر دلعزیز بننے کی کوشش کرتا ہے، زیادہ باتونی بنتا ہے، زیادہ ہنساتا ہے تو بجائے اس کے کہ اس کو ہیرو بنایا جائے اس کو Discourage کرنا چاہئے ،اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے۔ اگر ایسے شخص کی باتوں پر اہلِ مجلس ہنسنا بند کر دیں اور کہیں بڑی لغو بات کی ہے۔ بیوقوفوں والی بات ہے، جھوٹ بول کے تم ہمیں کیا خوش کرنا چاہتے ہو تو ایسے شخص کی ہی حوصلہ شکنی نہیں ہو گی بلکہ سوسائٹی سے جھوٹ کی حوصلہ شکنی ہو گی۔ بہر حال نگرانی کی ضرورت ہے اور ہر پہلو سے ہر جہت سے نگرانی کی ضرورت ہے۔ نظامِ جماعت کو سب سے پہلے تو مستعد ہو جانا چاہئے اور وہ لوگ جو جھوٹ بولتے ہیں اور پھر جماعت سے تصدیقیں چاہتے ہیں تا کہ ان کو دنیا کے فوائد پہنچیں، ان کو یہ کھول کر بتا دینا چاہئے کہ اگر ہمارے علم میں یہ بات آئی کہ تم نے جھوٹ بولا ہے تو ہماری طرف سے تمہیں کسی قسم کا کوئی سرٹیفکیٹ نہیں دیا جائے گا، احمدی

ہو یا نہیں ہو۔ یہ الگ بحث ہے لیکن ہم جھوٹوں کے مددگار نہیں ہیں اور یہ اعلان کھول کر سب تک پہنچا دینا چاہئے۔ جب تک یہ وضاحت نہیں ہوئی اس وقت تک جو غلطیاں ہوئی ہیں ان سے اگر صرف نظر کرلیا جائے تو اس خیال سے کہ ایک گندی عادت میں لوگ مبتلا ہو گئے ہیں انہوں نے ٹھوکر کھالی۔ اُن کے لئے بھی توبہ کا دروازہ کھلنا چاہئے۔ اس پہلو سے اگر نظر انداز کر دیا جائے تو ایسا مضائقہ نہیں ہے لیکن توبہ کی طرف مائل کرنے کے بعد اس بات کا اقرار لے کر کہ آئندہ آپ کس دینی، دنیاوی منفعت کی خاطر جھوٹ نہیں بولیں گے اور اگر بولیں گے تو پھر ہم سے کسی فیض کی توقع نہ رکھیں۔ اس صرفِ نظر کا یہ مقصد نہیں کہ انہوں نے جو جھوٹ بولا ہے جماعت اس کی تصدیق کرے۔ جماعت نے ہرگز کسی جھوٹ کی تصدیق نہیں کرنی، اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مطلب یہ ہے کہ جماعتی پہلو سے اس کو سزا نہ دی جائے، اگر پہلے کوئی غلطی ہوگئی ہے اور آئندہ کے لئے کوئی انسان توبہ کرتا ہے لیکن آئندہ کے لئے سختی سے ایسے لوگوں کا محاسبہ ہونا چاہئے۔ دوسرا دوستوں کی مجالس کا بھی نگران ہونا چاہئے اور یہ بات اپنے دوستوں میں عادتاً کہنی چاہئے یعنی اسے مستقلاً اپنی روزمرّہ کی گفتگو میں عادت کے طور پر داخل کر لینا چاہئے کہ جھوٹ کے خلاف باتیں کریں۔ جھوٹ کے بداثرات کے متعلق باتیں کریں۔ یہ بتائیں کہ کس طرح سوسائٹیاں تباہ ہوئی ہیں۔ کس طرح ہمارا ملک پاکستان یا ہندوستان یا دوسرے ممالک جھوٹ کی وجہ سے موت کے کنارے تک پہنچے ہوئے ہیں۔ تمام اخلاقی قدریں تباہ ہوگئی ہیں۔ کسی پہلو سے سوسائٹی میں امن نہیں رہا۔ اگر جھوٹ نہ ہو تو رشوت پنپ ہی نہیں سکتی۔ اگر جھوٹ نہ ہو تو جرائم کے ارتکاب پر کسی قسم کی چھوٹ مل ہی نہیں سکتی۔ جیسا کہ ہمارے ملک میں موجود ہے۔

جھوٹ نہ ہو تو لازماً انصاف حاصل ہوتا ہے۔ یہ جو ناانصافیاں اور ظلم جتنے بھی چل رہے ہیں غریبوں کی جائدادوں پر قبضے، چوری، ڈاکے، تمام کی بنیاد جھوٹ پر ہے۔ پس مجالس میں کھول کر ایسی باتیں کرنی چاہئیں اور سمجھانا چاہئے کہ ہمیں ان عادتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔ جھوٹ کے معاملے میں گھروں میں بھی جہاد ہونا چاہئے۔ وہ مائیں یا والدین جو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ پاک طبیعت رکھتے ہیں ان کو اپنے بچوں پر نظر رکھنی چاہئے اور اس معاملے میں پوری سختی کرنی چاہئے یعنی سختی سے مراد یہ نہیں کہ ان کو بَید مارے جائیں۔ مراد یہ ہے کہ اگر کوئی بچہ جھوٹ بولتا ہے تو اس سلسلے میں اپنی

ناراضگی کا کھلا کھلا اظہار کرنا چاہئے تا کہ بچے کو محسوس ہو کہ اس کی اس حرکت سے والدین کو سخت تکلیف پہنچی ہے اوراس نے اُن سے حاصل ہونے والا پیار کھو دیا ہے۔کئی طریق ہیں جن کے ذریعے بچے کو بڑی سختی کے ساتھ پیغام پہنچایا جاسکتا ہے۔

دوسرے یہ کہ اس ماحول میں پلنے والے بہت سے بچے ایسے ہوں گے جو اپنے والدین یا بہن بھائیوں سے زیادہ سچ بولنے والے ہوں گے کیونکہ مَیں نے یہ بھی جائزہ لے کر دیکھا ہے کہ انگلستان میں بھی اور یہاں بھی جو بچے شروع میں یہاں آ گئے اور یہاں کے ماحول میں پلے بڑھے ہیں، ان میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ سچ بولنے کا رجحان اپنی بڑی نسلوں سے زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس لئے مَیں بچوں کو بھی نگران بناتا ہوں کہ وہ اپنے والدین اور بڑوں بزرگوں کے نگران بنیں اور جب اُن سے کوئی ایسی بیہودہ حرکت سرزد ہوتی دیکھیں جس سے پتہ لگے کہ وہ جھوٹ کی طرف مائل ہیں یا کھلم کھلا جھوٹ بولتے ہیں تو بچوں کو ان کو سمجھانا چاہئے۔

یہ خیال دل سے نکال دیں کہ بچے اگر بڑوں کو سمجھائیں تو یہ بے ادبی ہوگی کیونکہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ نہ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بزرگوں کو سمجھایا اور دوٹوک باتیں کر کے سمجھایا بلکہ ہر نبی اپنے وقت کے بزرگوں کو سمجھاتا رہا۔بچپن سے ہی وہ یہ اسلوب رکھتا ہے کہ وہ بڑوں کو بھی سمجھاتا ہے، چھوٹوں کو بھی سمجھاتا ہے۔سمجھانے کے معاملے میں عمر کا تفاوت کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔پس بعض دفعہ تو بچے کا سمجھانا زیادہ طور پر اثر انداز ہوتا ہے اس لئے آپ کے ہاں ہماری جماعت میں جتنے بچے ہیں اُن کو بھی اس جہاد کا عَلَم اپنے ہاتھوں میں تھام لینا چاہئے اور اپنے گھر میں اپنے بڑوں کو جب وہ جھوٹ بولتا دیکھیں تو اُن کو ٹوکیں، انکو کہیں کہ یہ بہت بُری بات ہے، اسلام کے خلاف ہے، قرآن کی تعلیم کے خلاف ہے، انبیاء کی سنّت کے خلاف ہے، ایک قسم کی قومی خودکشی ہے، تم جھوٹ بول کر نہ خدا کے رہو گے نہ دنیا کے رہو گے۔ایسی سادہ باتیں کہہ کر اگر بچہ بھی اپنے والدین یا بڑوں کو جھوٹ سے پاک رہنے کی ہدایت کرتا ہے تو اس کا بعض دفعہ بہت زیادہ گہرا اثر پڑتا ہے بلکہ بچے کی بات بعض دفعہ بڑے سے بھی زیادہ دل کو کاٹتی ہے اور شرمندہ کرتی ہے۔

پس ساری کی ساری جماعت کو جھوٹ کے خلاف علَم جہاد بُلند کرنا چاہئے کیونکہ جماعت احمدیہ کی بقاء کے لئے سچ پر قائم ہونا ضروری ہے۔دُنیا میں توحید کے قیام کے لئے سچ کا علَم بلند کرنا

ضروری ہے۔ ہمیں تو سچائی کے معاملے میں ساری دنیا کا راہنما بننا ہے۔ ایسے اعلیٰ اور پاک نمونے ان کے سامنے پیش کرنے ہیں کہ دنیا ہم سے سچ سیکھے اور سچ کی باریک راہیں اختیار کرنا سیکھے۔ ہر مقام پر سچ ہماری پناہ گاہ بنے اور کبھی بھی ہم جھوٹ کی شیطانی پناہ گاہوں کی طرف نہ دوڑیں۔ یہ توحید خالص ہے جو زندگی کا پیغام ہے۔ اگر آپ زندہ رہنا چاہتے ہیں تو توحید کے بغیر آپ دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتے۔ دنیا کی کوئی قوم بھی دنیاوی مطالب کے لئے توحید کی حقیقت کو پائے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی اور سچائی پر قائم ہوئے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس لئے یہاں کی وہ مغربی قومیں جو دنیا میں ترقی کر رہی ہیں یہ نسبتاً ایک دائرے میں سچی ہیں اور سچائی ہی کی برکت ہے جس کو مَیں توحید بھی کہتا ہوں کیونکہ میرے نزدیک سچ اور توحید ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ اس لئے جو کچھ بھی انہوں نے پایا ہے یہ بھی توحید ہی کی برکت سے پایا ہے۔ اگر اپنی زندگی کے دیگر شعبوں میں بھی یہ توحید کو اختیار کریں تو دنیا کے لحاظ سے بھی عظیم الشان ترقی اختیار کریں اور دین کے لحاظ سے بھی عظیم الشان ترقی اختیار کریں اس کام کے لئے خدا نے جماعت احمدیہ کو قائم کیا ہے اس لئے آپ پر دوہرا فرض ہے کہ آپ سچائی میں نہ صرف ان قوموں کے ہم پلہ ہوں بلکہ ان سے آگے نکلیں اور سچائی کی باریک راہیں بھی ان کو دکھائیں اور تقویٰ کے اعلیٰ مقامات کی طرف بھی ان کو بلائیں۔ یہ بلند اخلاقی مراتب سچائی کے سوا ممکن نہیں ہیں اس لئے ہر جگہ، ہر ماحول میں، ہر مجلس میں جھوٹ کے خلاف جہاد کریں اور سچائی کا مقام نہ بھولیں اور یہ نسخہ آزما کے دیکھیں کہ جب سارے سہارے آپ خود بالا رادہ توڑ دیتے ہیں، اس لئے کہ یہ شیطانی سہارے ہیں تو اس وقت خدا ضرور آپ کا سہارا بنے گا اور جب خدا سہارا بنتا ہے تو وہ حیرت انگیز طور پر ظاہر ہوتا ہے اور انسان کا دل حیرت انگیز طور پر خدا کے وجود کے یقین سے بھر جاتا ہے۔ یہ کوئی موروثی یقین نہیں ہوتا بلکہ خود کمایا ہوا یقین ہوتا ہے۔

جرمنی سے ہی بعض جوانوں نے مجھے کئی دفعہ ایسے خط لکھے ہیں جن سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے فضل سے یہاں بھی سچ پر قائم لوگ، خدا کے مجاہد بندے موجود ہیں جو ابتلاؤں کے وقت سچ بولتے ہیں، جو خطروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سچ بولتے ہیں۔ جب اُن کے سامنے دو فیصلے ہوتے ہیں کہ یا جھوٹ کی پناہ لینی ہے یا سچ بول کر سزا پانی ہے یا اس مُلک سے واپس چلے جانا ہے۔ اس قسم کے بعض فیصلے جب ان کو درپیش ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے وہ سچ

بولتے ہیں اور پھر وہ حیران ہو جاتے ہیں کہ جن خطرناک نتائج کو قبول کرنے کے ارادے سے انہوں نے سچ بولا تھا وہ خطرناک نتائج اس طرح ٹل جاتے ہیں جیسے ان کا وجود ہی کوئی نہیں۔ خدا تعالیٰ غیب سے ان کی حفاظت فرماتا ہے۔ پس سچ بولنا ہے خواہ خدا لازماً حفاظت فرمائے یا نہ فرمائے، اس کا نام توحید ہے۔ یہ کوئی شرط یا سودا بازی نہیں ہے لیکن مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سچ کی پناہ گاہیں یقیناً سچی ہیں اور انسان سچ کی پناہ لینے کے نتیجہ میں اکثر صورتوں میں امن میں آ جاتا ہے اور جھوٹ کی پناہ گاہیں یقیناً جھوٹی ہیں اور اکثر جھوٹ کی پناہ عارضی ہوتی ہے اور سرسری ہوتی ہے اور فی الحقیقت جھوٹ آپ کو کسی خطرے سے بچا نہیں سکتا کیونکہ جھوٹ کی پناہ بھی جھوٹ ہوا کرتی ہے۔ پس اگر عقلِ سلیم اختیار کرنی ہے، گہرے طور پر حالات کا جائزہ لینا ہے تو اس کے سوا چارہ ہی کوئی نہیں۔ خدا کی خاطر کریں یا بالآخر اپنی خاطر کریں، بچنا ہے تو سچ کی پناہ گاہوں میں بچ سکتے ہیں۔ اگر ہلاک ہونا ہے تو پھر جھوٹ کی پناہ گاہیں آپ کے لئے کھلی پڑی ہیں۔ بے شک انہیں اختیار کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم پوری گہرائی کے ساتھ اور باریک نظر کے ساتھ سچائی پر قائم ہو جائیں اور بڑے سے بڑے ابتلاء میں بھی کسی جھوٹے خدا کی پناہ میں نہ آئیں اور یہ فیصلہ کریں کہ توحید کے سائے میں مرنا بہتر ہے بہ نسبت جھوٹ کے سائے کی بظاہر زندگی کے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)